جناب مولوی غلام حسین صاحب

ہوم منسٹر

ریاست بہاولپور

کا

پراپیگنڈا اور اُس کی حقیقت کا انکشاف

مرتبہ

حافظ غلام قادر خان اور اُسکے چار ہمراہیوں نے اقبال برقی پریس ملتان

سے چھپوا کر شائع کیا

اِنکشافِ حقیقت

منجم قدیم والیٔ ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہٗ و اقبالہٗ کیجہت

اظہارِ حقیقت

اور

ابنائے وطن صاحبان اہل اسلام و اہل ہنود کے سامنے حالات کی مختصر کیفیت

برادرانِ وطن!

پرچہ "صادق الاخبار" مطبوعہ ۸ نومبر ۲۸ء میں درج شدہ ایڈیٹر کو آپنے ملاحظہ فرمالیا ہوگا۔ جسمیں رعایا کی مفروح الحالی۔ انسداد رشوت و جرائم اور ہر ایک صیغہ کے عملاجاتِ حکومت کا حسن انتظام کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ عالیجناب مولانا مولوی غلام حسین صاحب ہوم منسٹر کی بلند خیالی تدبر و دور اندیشی ظاہر کرتے ہوئے ہم مفصلہ ذیل

حافظ غلام قادر خان پنشنر منسٹر مال ـــ محمد امین خان پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس

لطف اللہ خان ـــ چمن لعل بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر سابق

و ق جبد رسیدہ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پبلک پراسیکیوٹر۔

ہم پانچ آدمیوں کو اخبار کعبہ میں کا محمد قرار دیکر ایک نامعلوم گروہ کا سرغنہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ہمارے برخلاف الفاظ ذیل استعمال کئے گئے ہیں۔

"مفسد۔ فتنہ پرداز۔ سڈیشن پرداز۔ شر انگیز۔ بدکار۔ بدکردار۔ ناپاک سرکار کے والا بدخواہ۔ حکومت کیخلاف لوگوں میں جذباتِ نفرت پھیلانے اور بدامنی و بےچینی پیدا کرنے والے ایک ناپائدار ملک ابر وغیرہ وغیرہ"۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو فاش و دشنام دہی کی حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور جنکو کوئی مہذب انسان استعمال نہیں کر سکتا۔ ان الفاظ کو سنتے درد دیکھتے ہوئے اپنے آقا حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے کریمانہ عنایات کی طبعیت براشہ ہے۔ چاہئیے کہ ان لفظوں کے اعادہ کرنے یا ان کے باور فرمانیں اجتناب فرمایا گیا ہے

یہ ایڈریس ریاست کے ملازمان کی ایک جماعت کیطرف سے ہے جنہوں نے اسکو حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد اخبار میں بھی شائع کرادیا ہے۔ مضمون ایڈریس ایک ناقابل برداشت مضمون ہے۔ اور سب سے پہلے اسکی حقیقت برادران وطن اور قانون قدیم کے حضور پیش نہ کرینگے نہ صرف سیاسی غلطی ہے بلکہ اسکو ہم اپنے لئے گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ قبل اسکے کہ ہم لوگ دستخط کنندگان ایڈریس کی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے اصلی حالات کو طشت از بام کریں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنی اس تکلیف

کا نقشہ برادرانِ وطن کے سامنے پیش کر دیں۔ جسکے باعث ہمکو اس تحریر کے چھپنے کی ضرورت پیش آئی ہے

ہم وہ لوگ ہیں جو قدیم سے سرکار والا کے نمکخوار اور فدا کار چلے آتے ہیں اور اپنے ملک کے سچے جاں نثار ہیں۔ ہم عالیجناب ہوم منسٹر صاحب کی ذاتی ناراضگیوں کا شکار ہیں۔ یہ ناراضگی اسوقت اس ایڈریس کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہے۔ جو نہ صرف غیر مشفقانہ اور غیر مہذبانہ لفظوں کے ذریعہ استعمال کی گئی ہے۔ بلکہ وہ جناب ہوم منسٹر صاحب کے خوفناک ارادوں کا پیش خیمہ ہی۔ ہم لوگ ہوم منسٹر صاحب کے امن سوز عمل سے آشنا ہیں۔ جسکے باعث ناچاری تحفظ آبرو کیلئے بدلِ دردناک ہوم منسٹر صاحب کے بقائے اقبال تک ابنائے وطن اور عزیز اقارب کو چھوڑنا پڑا۔ اور اپنی پریشان حالت کی داستان عالیجناب چیف منسٹر کی معرفت اپنے آقا کے حضور بھجوا دی۔ جسمیں یہ استدعا تھی۔ کہ اپنے حضور غلامانِ قدیم کو بلا کر ہوم منسٹر صاحب بہادر کے سامنے ان کے مظالم اور ہمارے صبر کے حالات سماعت فرمائے جاویں۔ اگرچہ الزامات مندرجہ ایڈریس کا صدمہ دلپر نہایت شاق تھا اور پھر اخبار "صادق" کے اندر ایڈریس کو شائع کرنے کے ذریعہ تشہیر کا سلسلہ زیادہ صدمہ دہ تھا۔ تاہم نہایت صبر سکون اور خاموشی کے ساتھ وقت گذار رہے تھے لیکن ہوم منسٹر صاحب نے برٹش انڈین اخباروں کے اندر اپنی توصیف اور ہماری شکایت کا

سلسلہ شروع کرتے ہوئے اپنے اثرات کے ذریعہ ہمارے ابنائے وطن کو بھلے برخلاف غلط طریقے سے گمراہ کرنا شروع کر دیا جسکی باعث ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ برادرانِ وطن کے سامنے حقیقت کی ایک دھندلی سی تصویر پیش کر دیجائے تاکہ وہ دھوکہ میں نہ رہیں۔

برادرانِ وطن!

میں غلام قادر وہ شخص ہوں۔ جس کے خاندانی خدمات اور اپنے منعمی سے فداکاری کے حالات تاریخ ریاست میں زرّین قلم سے لکھے جا چکے ہیں۔ یہ بات فخر سے ظاہر کرنے کے قابل ہے۔ کہ دولتِ خداداد عباسیہ اور دول عظمیٰ برطانیہ کے خوشگوار تعلقات میرے جد امجد سردار معز الدین خانصاحب کمانڈنٹ فوج کے اُن سرفروشانہ خدمات کا نتیجہ ہیں۔ جو اُنھوں نے جنگِ ملتان کے دوران میں اپنے آقا کے فرمان پر گورنمنٹ برطانیہ کی امداد اور اسکے بقائے اقبال کے لئے انجام دیئے تھے۔

میرے والد ماجد سردار محمود خانصاحب مشیر مال زمانہ حال کی نیک یادگار ہیں۔ ریاست اور والئ ریاست کیساتھ انکے فداکارانہ خدمات کا شاہد سرکاری ریکارڈوں کے علاوہ اُن کا وہ شاندار مقبرہ ہے۔ جسکو فردوس مقیم قدردان آقا نواب محمد بہاول خان صاحب علیہ الرحمت والغفران نے شاہی [illegible] اپنے مبارک ہاتھوں تعمیر کرایا۔

میرے ذاتی خدمات کا نتیجہ اسبات سے نکل سکتا ہے۔ کہ عہدہ گرداوری قانونگوئی تک نے

اپنے آپکو مشیرت مالی تک پہنچایا۔ درحالیکہ درمیان میں بہت عرصہ تک کونسل آف ریجنسی کی حکومت رہی۔ جسکے اندر حسن خدمات اور کارگذاری کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ باعث ترقی نہیں ہو سکتا تھا۔

قدامت نمکخواری کے سلسلہ میں اسوقت میرا چھوٹا بھائی ناظم ہی اور دوسرا اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس اور اسیطرح میرے خاندان کے بہت سے آدمی ملازمت کے ذریعہ آقا کے نمکخوار ہیں۔ اور کثرت کیساتھ انکی تعداد ہے جو آقا کی ذات کیساتھ توقعات کے سلسلہ میں مصروف تعلیم اور جنیری میرا فرزندکلاں محمود خان بعنایات شاہی ولایت میں تعلیم پارہا ہے۔

کب کسی تشریح کی ضرورت ہے۔ کہ میں غلام قادر کون تھا۔ اور مولوی غلام حسن صاحب کون اور ہمارے آپسمیں کیا تعلق تھے۔

شرف اتالیقی اپنے آقا کے باعث میں انکا سچا ارادتمند تھا۔ اور انکی جسقدر خدمات ہوتی تھیں۔ میں انکے پیچھے سرنگون تھا۔ میرا صیغہ مال کا تھا۔ جس کے اندر مرحوم مشیر صاحب کو مالی جائداد بنانے کیلئے حاجتوں کا وسیع سلسلہ تھا۔ ریاست کے باشندہ کوئی قابل لحاظ عدی پدری جائیداد نہیں رکھتے تھے۔ اقبالمند ہونے پر جس جس طرح کہ اثراتِ ملازمت وشانِ اتالیقی سے انہوں نے جائداد حاصل کی۔ اسکے اظہار سے شرافت وتہذیب مانع ہے۔ میں اپنے آقا کے حضور شرف بار یابی پر بنظر تقی

کرونگا۔ اور حضرت مولانا صاحب کو تسلیم بھی کرا دونگا۔ رعایا کی حصول الصنیات کے علاوہ ہوم منسٹر صاحب نے میرے مغائر علم و رضا، اپنی ایک ایسی خواہش کو پیدا کر لیا۔ جس کا میرے دل پر سخت صدمہ پیدا ہوا۔ جس کی کیفیت یہ تھی۔

۱۔ شہر بہاولنگر کے قریب بہاولواہ کے کنارہ پر بنام بہادر ذخیرہ کے ایک رقبہ تھا۔ جس سے بہت کچھ آمدنی روپیہ کے توقعات تھے۔ جناب مسٹر کنیجے صاحب بہادر ریونیو منسٹر نے برطبق رپورٹ اللہ نواز خان مہتمم جنگلات یہ نوٹ چھوڑا تھا کہ ایک وقت اس رقبہ کی قیمت غالباً چار یا پانچسو روپیہ فی ایکڑ تک ہو جاویگی۔ جسکے باعث بحکم صاحب ممدوح یہ رقبہ محفوظ کر دیا گیا تھا۔

۲۔ حدود میونسپل کمیٹی بہاولپور کے اندر بنام بہادر چاہ بہاروالہ ایک رقبہ تھا۔ جاری شدہ چاہ کے علاوہ جسکی تمام اراضی زرخیز تھی۔ اور جسکی قیمت الفاً ۱۶۰۰ فی ایکڑ تھی۔

۳۔ نور محل کے قریب میں تین چار چاہان جاری شدہ تھے۔ جنپر مزارعان کے گھر بھی موجود تھے۔ اور یہ رقبہ سالم آباد تھا۔ جسکی قیمت کم از کم صمار سمار فی ایکڑ تھی۔

متذکرہ بالا تمام ٹکڑے ہوم منسٹر صاحب نے غالباً ماعنہ ۱۲۰ روپیہ فی ایکڑ پر حاصل کیلئے۔ تشخیص قیمت کے متعلق میری یا کسی دوسرے ریونیو افسر کی رپورٹ نہیں لگی تھی۔ یہ تمام کارروائی ہوم منسٹر صاحب نے بالا بالا خود کر لی تھی۔ جس کے اندر

رائج الوقت نرخ سے کم ازکم پانچ لاکھ روپیہ کا ریاست کو خسارہ دیا گیا تھا جس کا
رو نیو افسران کے دل پر اثر تھا۔ وہ مجبور تھے۔ اور وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اب اس
کامیابی پر ہوم منسٹر صاحب نے اپنی خواہشات کو لمبا کر دیا۔ اور ایک ایسے ٹکڑہ پر نظر
ڈالی۔ جو شہر بہاولنگر کی حدود میونسپلٹی کے اندر تھا۔ اور جسکو مستقبل کی گران قیمت
کیلئے محفوظ رکھا گیا تھا۔ ہوم منسٹر صاحب چاہتے تھے۔ کہ اول الذکر ٹکڑہ بنام مہاد خیرہ
خالی شدہ خود سے وہ مختلف ٹکڑے جن کا نشیب فراز تردد آبادی کیلئے کچھ محنت اور
مصارف طلب تھا۔ آنکہ اس ٹکڑہ موقوعہ حدود میونسپلٹی کے ساتھ تبادلہ میں انہیں
دیدیا جائے۔ جس کا خیال اسوقت کے رونیو منسٹر صاحب کو معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے
مجھ سے تبادلہ خیال فرمایا۔ چونکہ اب میں ہوم منسٹر صاحب کے ارادوں کا واقف ہو چکا تھا
کہ انکی نگاہیں اپنے والے منعم کی غارت مال پر لگ چکی ہیں۔ چونکہ یہ مال میری ذاتی ذمہ
داریوں کے اندر تھا۔ جس پر کہ قرضہ کی ادائی اور ریاست کی بہبود کا دارومدار تھا۔ لہذا جذبات
نمک نے ہوم منسٹر صاحب کی خواہشات سے نفرت کرادی۔ اور رونیو منسٹر صاحب بہادر
کو امتحان کرانے کیلئے اسی رقبہ کے چھوٹے چھوٹے کئی بلاک قائم کئے گئے۔ جنمیں سے
معدودہ چند بلاک صمارتے حمار فی ایکڑ تک پہونچ گئے۔ ابھی انہر آبنوشی کا غیر
مستقل سلسلہ تھا۔ مستقل آبپاشی اور شہر کی پوری آبادی پر اس ٹکڑہ کی بیش بہا

قیمت پر جانیکی اُمید ہو گئی۔ بریں صاحب بہادر نے باقیماندہ ٹکڑہ کو آئندہ مفاد کی خاطر محفوظ رکھا دیا۔ جس پر اپنے اغراض کی پوری ناکامی کا نقشہ دیکھکر ہوم منسٹر صاحب نے مجھپر عتاب کرنا شروع کیا۔

شامتِ اعمال کا یہ دوسرا موقعہ تھا کہ اراضی سرکاری موسومہ نوآباد تعدادی تقریباً پچیس بیگہ جو شہر بہاولپور کے قریب کچھ فاصلہ پر واقعہ ہے جسکے اندر خاصی تعداد جاری شدہ چاہان کے علاوہ مزارعان کی بستیاں کی تھی اور جنمیں بہت کچھ رقبہ آباد تھا۔ اسکے حاصل کرنیکی ہوم منسٹر صاحب کو خواہش پیدا ہو گئی۔ ناظم محمد یار خان اور عنایت محمد اپنے ماتحت ملازم جاگیر کے ذریعہ میری لاعلمی کی حالت میں حسب خواہش خود اس اراضی کے نقشہ جات تیار کرائے اور چیدہ چیدہ ٹکڑہ جات اراضی کا غذات نیلام میں درج کرا دئے۔ اب وہ اس رقبہ کو معمولی قیمت پر لینا چاہتے تھے۔ ممکن ہے کہ انکی خواہش کے مطابق معمولی داموں پر نیلام ختم ہو جاتا۔ لیکن میں اور عالیجناب ریونیو منسٹر صاحب بہادر باخبر ہو گئے تھے۔ بریں سرکار والا کے نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے خریداران رقبہ کے پیدا کرنیکی کوشش ہوئی مجمع عام میں مولوی صاحب کے کارندگان کی بولی کا سلسلہ تو معمولی قیمت پر رہا۔ اور ٹیلیفون کے ذریعہ دریافت کر لینے پر انہوں نے

بولی کے ایزاد کرنے سے جواب دیدیا۔ لہذا نیلام کی تعداد ہندوان بہاولپور کی طرف سے ایکسو دو روپیہ فی ایکڑ تک پہنچ گئی۔ اور اس رقم پر تین دن انتظار کرنے کے بعد یہ رقبہ ہندوان بہاولپور بولی دہندہ کے نام ختم کردیا گیا۔ حالات ایسے تھے کہ اگر مولویصاحب بولی نیلام میں ایزادی فرماتے۔ تو خریداران رقبہ کی طرف سے نیلام رقبہ میں بہت ایزادی ہوجاتی۔ اور خزانہ سرکار کو فائدہ پہنچتا لیکن افسوس کہ مولویصاحب نے ایسا نہ کیا نیلام ختم ہونیکے بعد محمد یار خان ناظم کے ذریعہ ہندوان خریدکنندہ اراضی پر زور ڈالا گیا۔ کہ وہ یہ اراضی مولوی صاحب موصوف کے حوالہ کردیویں ان کو قید ہونیکی دھمکی دیگئی۔ بحکم حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ اراضی واپس چھننے کا انکو خوف دیا گیا۔ لیکن ہندوان نے اراضی کا واپس دینا منظور نہ کیا۔ بعد میں کچھ منافع دینے پر مولویصاحب موصوف نے میری معرفت ہندوان مذکو سے یہ اراضی واپس لینی چاہی۔ لیکن ہندوان نے پھر بھی اراضی کا دینا منظور نہ کیا۔ اب انہوں نے صریح طور مجھے اپنی آئندہ خواہشات کا مضر خیال فرمالیا۔

ان دنوں صاحب بہادر ریونیو منسٹر کی درخواست رخصت چار ماہ

پیش ہونے پر ازراہ عنایت خسروانہ و خدمت شناسی۔ حضور سرکار والا نے میری قائمقامی کی تجویز فرمائی تھی۔ اور کاغذات بھی گورنمنٹ آف انڈیا میں جا چکے تھے۔ جس کے ضبط کی تاب نہ لاکر میرے برخلاف فوراً ہوم منسٹر صاحب نے پراپیگنڈا شروع کر دیا۔ چنانچہ

۱۔ ایک وقت چوروں کا دستہ میرے گھر کی طرف بھیج دیا گیا۔ جو پاسبانوں کی بیداری پر یہ غارت دستہ ناکام بھاگ نکلا۔ جس کی کوتوالی میں بھی رپٹ لکھوائی گئی۔ ہوم منسٹر صاحب کو بھی مَیں نے اس واقعہ سے آگاہ کر دیا۔ اور حضور سرکار عالی دام اقبالہ و ملکہٗ پیش ہو کر حالات سُنانے کیلئے جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب کو بھی میں نے چٹھی لکھی۔ لیکن مجھکو اپنے آقا کی خدمت پیش ہونے کا موقعہ نہ دیا گیا۔

۲۔ میرے برخلاف مقدمات ناقابل ضمانت بنانے کی آمادگی کر لی گئی۔ پولیس اور جوڈیشل سے اپنے فرائض کے اندر جھوٹے ریکارڈ مرتب کرانیکا بھی دور شروع کرا دیا گیا۔

۳۔ منصوبہ باندھا گیا۔ کہ کسی بازاری رنڈی کو سازش کے ذریعہ

میرے پاس بھیجو اکر اُسکے واویلا پر مجھے پکڑا جاوے۔ مقدمہ بنایا جاوے اور میری رسوائی کی جاوے۔

۴۔ میرے برخلاف جھوٹے استغاثے اور میری شہرت کو خراب کرنے کے لئے جھوٹے محضرناموں کی ترتیب شروع ہو گئی۔

۵۔ میرے حقیقی بھائی۔ میرے دوست احباب۔ میرے عزیز اقارب۔ سب کو اسی پراپیگنڈا میں لیا جاکر سب کیلئے پولیس اور جوڈیشل سے نقصان رسانی کا سلسلہ شروع کرا دیا گیا۔

۶۔ میرے افسر ریونیو منسٹر صاحب بہادر کو جو میری بے قصوری سے واقف تھے۔ اس خیال سے کہ وہ کسی وقت میری امداد نہ کر سکیں۔ ان کو بھی اس پراپیگنڈا میں لے لیا گیا۔

۷۔ پولیس۔ مال۔ جوڈیشل۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ۔ سکرٹری ایٹ پبلک صاحبزادگان۔ معززین اطراف سب سے اپنے اثرات کے ذریعہ حسب عادت قدیم اس پراپیگنڈا کے اندر کام لیا گیا۔ اور سرکار دولا کو ذہن نشین کرایا گیا کہ میں سرکار دولا کا بدخواہ۔ برطانوی افسران سے سازش رکھنے والا اور ملک کا غدار ہوں۔ لیکن پروردگار سرکار دولا کو سلامت رکھے جنہوں

کو اس خاندان کے مزارات تک عقیدت اور ارادت کا تعلق ہے۔ ریاست کے ساتھ قدامت نمکخواری کا سلسلہ
نہایت وسیع اور پائدار ہے۔ میرے محترم باپ سردار محمد حسین خانصاحب بعہد غفران مآب نواب سر صادق
محمد خانصاحب عباسی ریاست کے وزیر اعظم تھے اور اسی منصب کے دوران میں قضاء الٰہی نے موت کے
ذریعہ ان کو اپنے آقا کے قدموں سے جدا کیا۔ جنکے خداداد حسنات۔ زہد۔ اتقا اور اپنے آقا سے سچے جاں
نثار اور وفادار ہونیکا واقعہ ایک تازہ زمانہ کا واقعہ ہے۔ تشریح کی ضرورت نہیں۔ اس کا نقشہ
برادرانِ وطن کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ باپ کی جدائی سے چھوٹی عمر میں ہمیں یتیمی نصیب
ہوئی۔ آقا کی نوازشات اور مرحوم کے عقیدیات کا صلہ تھا۔ کہ اسی مہربان آقا تاجدار ریاست نے
پنشنوں کے ذریعہ ہمیں آغوشِ شفقت میں لیکر جوان کیا۔ جن میں سے آج میرا بڑا بھائی سردار
غلام حسن خان صاحب نائب مشیر مال ہے۔

میرا دوسرا بھائی تحصیلداری بینک کو چھوڑ کر آج تقریباً تیس سال سے روضۂ اقدس
نبی عربی صلعم پر محض ارادت قلبی اور جذباتِ حقیقی سے بحیثیت معتکف داعی اقبال منعم قدیم
والئی ریاست ہے۔ جس کے ساتھ پنشن اور وظائف کے ذریعہ آقا کی طرف سے مراعات کا
سلسلہ جاری ہے۔ میرا چھوٹا بھائی خدمات کے ذریعہ کرنل فوج کے عہدہ تک پہنچا
اور اب وہ سیکرٹری کمپنیات ہے۔

میرے بھائی کا ایک لڑکا فوجی کپتان اور دوسرا تحصیلدار آبکاری ہے۔

میرے عزیزوں میں سے ایک نائب تحصیلدار اور دوسرا انسپکٹر بنک ہے۔ اور تیسرا ضلعدار
نہر ہے۔ اور اسی طرح میرے خاندان کے باقی افراد چھوٹے بڑے عہدوں پر ملازمتوں کے
ذریعہ نمکخوار ہوکر اعلیٰ اقبال سرکار سے [illegible] ہیں۔ تو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ جن میں سے کوئی کم عمر
ہے اور کوئی بہاولپور ہے۔ ان سب کیلئے ہم لوگ انکو جاہمندی کا واسطہ ہے۔

بذاتِ خود سرزمین ریاست کے اندر میں پہلا شخص ہوں۔ جس نے [illegible] ڈیڑھ روپیہ کی آسامی
پر مقرر ہوکر پولیس جیسے ایک انتظامی صیغہ کے اندر اپنے آپکو آخری عہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس تک پہنچایا۔
درحالیکہ والیانِ ریاست کے کمسن ہونے کے باعث میری ملازمت کے درمیانی عرصہ میں کونسل آف ریجنسی
اور کرنل گرے صاحب بہادر کی سپرنٹنڈنٹ شپ جیسا نازک ترین زمانہ رہ گیا۔ جس کے اندر ملازمان کی
ترقی کا انحصار خدمات کے خاص امتیاز پر ہوا کرتا تھا۔ اور پھر یقیناً وہ بھی میں پہلا شخص ہوں۔ اور
یہ مبارک دن بھی مجھے نصیب ہوا۔ جبکہ ملازمت کے شیریں ثمر پنشن پر ریٹائر کرتے وقت مربعہ جات انعامی
تین ہزار روپیہ نقد۔ قیمتی وردی۔ اور اسلحہ مرحمت فرماتے ہوئے میرے آقا نے اپنے حضور باریابی کی عزت
بخشی۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے مجھے تمغہ پہنایا۔ میری عمر بھر کی خدمات کا زریں الفاظ سے اعتراف

فرما کر فرمان شاہی عطا کیا۔ فرمان شاہی کا وہ زبانی حصہ جس میں آقا نے مجھ ناچیز غلام کو حیاتِ جاوید کا مژدہ بخشا۔ اُس کا نشہ نہ تو میرے دماغ سے زائل ہو سکتا ہے اور نہ اُس کا تصور میرے دل سے پرے ہو سکتا ہے یعنے منعم قدیم حضور سرکار دام اقبالہٗ و ظلہٗ و ملکہٗ کا یہ فرمان کہ "تم پوری فداکاری کے باعث ہماری محبت کے شہید ہو۔ اور شہید ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔

میرے لئے حیاتِ جاوید کا باعث ہیں۔ جو نہ صرف میری باقیماندہ زندگی کیلئے باعث راحت بلکہ آخرت میں بھی باعث سرخروئی و عزت ہیں۔ برادرانِ وطن! اس بات کو تو بڑھکر نہائیت خوبصورتی کے ساتھ جانتے ہوں گے۔ کہ میں محمد امین خان کون تھا۔ اور جناب مولوی غلام حسین صاحب کون۔ اور ہمارے آپسمیں کیا تعلق تھے۔ اس وقت سے جبکہ انکو شرف اتالیقی حاصل ہوا۔ میں اُن کا خدمتگذار تھا۔ جان و مال دینے تک کبھی دریغ نہ کیا۔ انکی بحالیٔ عزت اور حرمت کیلئے میں نے لمبے لمبے سفر کئے۔ اور تکلیفیں جھیلیں اور انکے بقائے اقبال ملازمت کیلئے میں نے نہ صرف سرفروشیاں کیں۔ بلکہ اپنی ہستی کو انکی محبت میں فنا کر دیا۔ میں انکا بازوئے راست تھا۔ میری بدقسمت سپرنٹنڈنٹی کے عہد میں انکی طرف سے جو جو ناگوار حالات پیش آتے رہے۔ اور جنکی تکمیل میرے عملہ ماتحت سے اپنے اثرات کے ذریعہ کرائی جاتی رہی۔ وہ حالات بہت نازک ہیں جنکے اندر سنگین جرائم کا ارتکاب۔ ناکردہ

گناہ لوگوں کیلئے زندان، جھوٹے مقدمات کے ذریعہ لوگوں کی جلاوطنی اور تباہی خصوصاً اہلبیان [illegible] کیلئے مظالم، یوروپین افسران کیخلاف پروپیگنڈے۔ اسقاط حمل تکرار ازدواج وغیرہ وغیرہ کا سلسلہ موجود ہے لیکن میرا اخلاق۔ میری تہذیب۔ میری شرافت۔ اس بات کی متقاضی نہیں ہو سکتی کہ ان حالات کو مختصراً ابھی اس تحریر کے اندر دکھلا سکوں یہ انہی خدمات کا نتیجہ ہے۔ جو مجھکو مولانا صاحب کے ہاتھوں سے مل رہا ہے۔ اور آنکے امن پسند حمایت روئیہ پر اب تحیہ کر لیا گیا ہے۔ کہ بہت جلد اصالتاً ان واقعات کو ہوم منسٹر صاحب کی موجودگی میں اپنے آقا کی خدمت پیش کرونگا۔ اور پردہ دینے کے گناہونکا اقرار کرتے ہوئے اپنے درد اور ارمانوں کو دل سے نکالوں گا۔

البتہ اس وقت میرے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ برادران وطن کے سامنے اُن حالات کو افشا کروں۔ جن کے باعث بایں خدمات و سرفروشی میں اسقدر مبتلائے مصیبت ہوا۔ اور ہو رہا ہوں۔ اور اسی طرح جو جو تکلیفیں میری قوم پر۔ میرے عزیزوں پر۔ میرے دوستوں پر۔ میرے پاس آنے جانے والے لوگوں پر وارد ہو رہی ہیں۔ اس کا اثر میرے دل پر اس قدر ہے۔ جس قدر کہ اپنی [illegible] سے نہیں . . . .

لطف اللہ خان اور ہوم منسٹر صاحب کے تعلقات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ میں
اس موقع پر اُس واقعہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جسکے باعث مجھ پر عتاب وارد ہو کر میری مدت العمر کی
خدمتیں برباد کر دی گئی ہیں۔ مولانا صاحب کے پولیٹکل کاروبار تو کسی سے مخفی نہیں۔ لطف اللہ
خان بھی ہوم منسٹر صاحب کے پولیٹکل کاروبار کے اندرسان کے عاملان کارپرداز کیساتھ
ایک ممبر تھا۔ جسکے پاس ریکارڈ بھی رہا کرتے تھے۔ اور ہوم منسٹر صاحب نے اپنے پاس
اسکو ~~صرف~~ تنخواہ کا ایک معقول عہدہ لگا دے رکھا تھا۔ بدقسمتی سے میاں عطار محمد
صاحب سالہ ہوم منسٹر صاحب و میاں ضیاء الدین صاحب فرزند ہوم منسٹر صاحب وغیرہ اور
لطف اللہ خاں کے درمیاں کئی ایک معاملات کے باعث ناچاقی پیدا ہو گئی۔ اُسے ایک
موقعہ پر گھر جانا پڑا۔ ریکارڈ دیگر نہ گیا۔ حصول ریکارڈ کے لئے مولویصاحب نے اُسپر
جھوٹے مقدمات بنوائے۔ میں اُن دنوں بہت عرصہ سے عیال اطفال اجمیر شریف تھا اتفاق
سے بھاول نگر آیا۔ جہاں مولانا صاحب پہلے موجود تھے۔ میرے آنے کے دو تین دن بعد
لطف اللہ خان بھی مولویصاحب کو ملنے کے لئے آگیا۔ لیکن یہاں ناگوار واقعات پیش
آئے۔ وہ لاہور مولویصاحب کے کرمفرما دوست نواب احمد یار خاں دولتانہ کے پاس چلا
گیا۔ مولویصاحب کو شبہ پیدا ہوا کہ وہ بحیثیت ایک ہندی برطانوی رعایا کے یہ
ریکارڈ گورنمنٹ آف انڈیا میں پیش کریگا۔ جس پر یہ مجھے [illegible]

تار کے ذریعہ اسکو لاہور سے منگوایا گیا۔ اور میر دیرہ سے ایک جرم قابل ضمانت میں اسکو
پکڑ وا کر اسکی جو تذلیل معہ تشہیر کرائی گئی۔ اُسکا بد نما سین برادران وطن آنکھوں سے
دیکھ چکے ہیں۔ میں نے ریکارڈ دلا دینے کے وعدہ پر نور محمد خاں سندھر زمیندار خیرپور
کے ذریعہ اُسکی مخلصی کرائی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ حالات پیش آمدہ کے باعث لطف اللہ
خاں نے ریکارڈ نہ دئے۔ اور میں مورد عتاب ہو گیا۔

مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اس خیال پر کہ ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہیں۔ میرے
گھر کی غارت کیلئے ڈاکوں کی مامورگی ہو گئی ہے۔ اور لطف اللہ خاں پہلے سے باخبر تھا
کہ ہوم منسٹر صاحب اُسکی ہلاکت جان کا عزم رکھتے ہیں۔ جسپر اُسنے فریاد و فغاں کا سلسلہ
شروع کر دیا۔ اور چیف کورٹ میں بھی درخواست پیش کر دی۔ حالات افسوسناک ہو
چکے تھے۔ جسکے باعث میں مجبور ہو کر عزت آبرو بچانے کیلئے بعزم ہجرت بیت اللہ شریف
معہ عیال اطفال سیستان کے اندر ایک دور دراز فاصلہ پر جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ جسکو
چھٹا مہینہ گذرتا ہے۔ جو میرے پسماندگان کے ساتھ میرے جانے کے بعد جو سلوک ہوتے
رہے ہے۔ اور ہو رہے ہیں۔ یا نور محمد خاں سندھر کیساتھ ریکارڈ نہ دلا سکنے کے
باعث جو سلوک ہوا۔ اُسکا میرے دل پر دردناک اثر ہے میرے بچے اسوقت
ساحل سندھ پر بعزم روانگی جہاز تیار ہیں۔ اور بدقسمتی سے حصول پاسپورٹ

کے لئے میں یہاں آگیا ہوں جس پر میرا آنا باعث وبال جان بن گیا ہے ۔ اب مجھے ضرورت پیدا ہو گئی ہے کہ جب تک اپنی اور حضرت مولوی صاحب کی حقیقت کو اپنے آقا کے حضور انکشاف نہ کردوں ۔ تب تک عزم ہجرت ملتوی رکھوں ۔ فی الحال میری زبان بندھے میں کچھ زیادہ تحریر نہیں کر سکتا۔ برادران وطن مجھے معذور رکھیں ۔

اور میں لطف اللہ خان ۔ وہ شخص ہوں ۔ جسے زائد از سو سال سے دولت خداداد عباسیہ کیسا تھ نمکخواری اور ارادت کا تعلق وابستہ چلا آتا ہے ۔ چنانچہ سلسلہ نمکخواری کے اندر بزمانہ اوائل ریاست ع۱ نواب پیر محمد خانصاحب پوپلزی میرے جد امجد ریاست کے اندر کار دار رہے ۔ جنہیں اُس زمانہ کے قانون کے مطابق اپنے حدود اقتدار کے اندر پولیس ۔ مال ۔ انہار ۔ جوڈیشنل وغیرہ ہر ایک صیغہ پر پورے اختیارات حاصل تھے ۔ چنانچہ حق نمک ادا کرتے ہوئے خاک ریاست میں اُن کے وجود کو شرف تدفین حاصل ہوا ۔ ع۲ میرے عم حاجی محمد رحیم خان صاحب بھی کاردار رہے ۔ ع۳ میرے دوسرے عم سردار محمد فضل علی خاں صاحب جوڈیشنل جج ع۴ میرے تیسرے عم حاجی سلطان محمود خانصاحب تحصیلداری انہار تک پہنچے ۔ اور اسی طرح میرے خاندان کے باقی لوگ زمانہ قدیم سے آجتک مختلف صیغوں کے اندر ۔ تھانہ دار ۔ ضلعدار ۔ صوبہ دار ۔ گرداور ہوتے چلے آئے

اور اب تک موجود ہیں۔

قدامت کا سلسلہ یہاں تک وسیع اور پائیدار ہے۔ کہ صلہ خدمت میں اس خاندان کے یتیم بچے اور بیوہ مستورات خزانہ عامرہ سرکار سے پنشن پاتے ہوئے داعی اقبال سرکار ہیں۔ میں سرزمین ریاست کے اندر پیدا ہوا۔ اسی میں پلا اور پلکر جوان ہوا۔ میرا پیر خانہ۔ میرے بزرگوں کی قبریں۔ میری اہل برادری کی مستقل آبادی۔ انکی اراضیات اور مکانات ریاست کے اندر ہیں۔ گویا میرا گوشت۔ پوست اور خون نمک ریاست سے ہے۔ اور میں کسی حالت میں اپنے آقا کے نمک سے پرے نہیں ہو سکتا۔

میں [illegible] پر ملازم ہوا۔ اور سب انسپکٹری پولیس پر پہنچا۔ فرائض سرکاری کی انجام دہی کے متعلق۔ اپنے ہمعصروں کے اندر تنہا میں ایک ہی شخص تھا۔ جسکو حدود سندھ۔ صوبہ پنجاب۔ ریاست کیساتھ حکومت برطانیہ کے دونو ملحق علاقہ جات کے صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس سے لیکر صاحبان انسپکٹر جنرل تک انعام عطا ہوئے نیز سارٹیفکٹ ملے جو میرے پاس موجود ہیں۔ اسکے علاوہ جنگ یورپ کے وقت سرحد ریاست پر امن قائم کرنے میں۔
سرحدی تنازعات کو رفع کرنے کے وقت
مشکل مقدمات کی پیروی کے لئے۔

سنگین وارداتوں میں پیدائی مال مجرم کی خاطر۔ وغیرہ وغیرہ۔
غرضیکہ ہر اُڑے وقتوں میں میرا انتخاب ہوتا رہا جس میں کہ ہر موقعہ پر مجھے قدرت کامیابی دیتی رہی۔ اور میں اپنے حق نمک سے سرخرو ہوتا رہا۔ سٹیٹ کے انتظامی صیغہ جات پولیس۔ جوڈیشل اور صاحب پریزیڈنٹ کونسل تک کے میرے پاس کافی اسناد موجود ہیں۔ جس میں ہر موقعہ پر میری خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔
سنگین اور اہم خدمات کے سپرد ہونے پر اور اُن کو مستعدی اور سرفروشی کے ساتھ انجام دینے کے دوران میں خودغرض اور چوری پیشہ لوگوں سے میری برخلاف پراپیگنڈا بھی شروع ہوا۔ اور مجھے اُس میں معطلی کا اُسیب بھی پہنچا۔ لیکن جوڈیشل تحقیقات کے اندر پروپیگنڈا کا دور نہ چل سکا۔ اس تمام پراپیگنڈا کو خود پراپیگنڈا کی اپنی بنا کردہ اختراعی شہادت نے باطل قرار دے دیا۔ اور کسی معاملہ کے اندر مجھے جوابدہی ملکرنی پڑی۔ اور پوری سرخروئی کیساتھ آقا کی معدلت گستری سے سالم ایام معطلی کی تنخواہیں بھی لیں۔ اور اپنے عہدہ کی پوری پنشن بھی حاصل کی۔
اب برادران وطن کیسامنے کسی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ کہ میں لطف اللہ کو تھا۔ اور مولوی غلام حسین صاحب ہوم منسٹر کو تا۔ میں ہوم منسٹر صاحب کی خاص ضرورت

اور مہربانی کا آدمی تھا۔ اُنکے پولیٹیکل رازدانکے اندر اُنکی کارپرداز پارٹی کا بھی ممبر تھا اور بالعموم اُنکے ساتھ ملکر بھی کام کیا کرتا تھا۔ اور اُن ہی خدمات کا صلہ تھا جسکے باعث اپنے پاس مجھے عہدے کا عہدہ دیا گیا تھا۔ آرام اور آسائش کیلئے سرکاری سامان عطا ہوا تھا۔ سرکاری ٹانگے۔ بگھیاں اور موٹر ضرورتوں کیوقت مجھ پر وقف تھے میرے آقا کے حضور ہمیشہ میری تعریف کی جاتی تھی۔ ہوم منسٹر صاحب کے اقبالمند عزیز (میاں عطار محمد صاحب تھانہ دار) خطوط کے اندر مجھے حضور فیض گنجور کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ میرے پاس ہوم منسٹر صاحب کے رازوں کے پولیٹیکل ریکارڈ بھی دہلتے تھے۔ جنکے اندر بالعموم اُن تمام رازوں کا سلسلہ تھا۔ جنکے ذریعہ پولیس سے جو جھوٹے مقدمات جوڈیشل سے امن سوز جرائم کے جو جھوٹے دستاویزات ناکردہ گناہ لوگوں کیلئے زندان۔ یورپین افسران کے خلاف جو جھوٹے پراپیگنڈے گورنر صاحب بہادر پنجاب اور صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے دفاتر میں جاسوسوں کے ذریعہ مداخلت۔ ڈاکخانوں کے اندر ایجنٹ صاحب کی تاروں اور ڈاک کے لفافوں کی پڑتال حصول اراضیات میں حیلہ سازی۔ شدید اور سنگین جرائم کا ارتکاب۔ وغیرہ وغیرہ کام انجام ہوتے تھے۔

بد قسمتی سے میاں عطار محمد صاحب سالہ ہوم منسٹر صاحب میاں ضیاء الدین صاحب فرزند

ہوم منسٹر صاحب اور میرے درمیان اُس دوران میں ناچاقی پیدا ہو گئی۔ جبکہ بھاؤ لپکھ کے اندر غارت کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اور جسکے اندر ایک وقت موقعہ واردات پر میاں اللہ ڈیوایہ سالہ میاں عطا محمد ملازم ہوم ڈیپارٹمنٹ پکڑا گیا۔ اور محمد امین خانصاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حیرانگی کی حالت میں یہ دیکھہ کر کہ ہوم منسٹر صاحب کے تعلقدار لوگ غارت کر رہے ہیں۔ اور لوگوں میں ہیجان پیدا ہے۔ مجھے ہوم منسٹر صاحب کا خاص آدمی سمجھ کر تعینات کیا۔ تاکہ افشائے حالات کے اندر ہوم منسٹر صاحب کو اُن پر کوئی شکایت نہ رہے۔ جسپر میں نے مال مجرم برآمد کر کے انعام حاصل کیا۔ جسکے سلسلہ نے یہاں تک دنوں کے اندر طول کھینچا کہ میں ترک ملازمت کے ذریعہ عازم واپسی وطن ہو گیا۔ میرے پاس ریکارڈ بدستور موجود تھے۔ کہ بھائی کی تار بیماری پر درخواست رخصت دیتے ہوئے گھر چلا گیا، خطا یہ ہوئی کہ ریکارڈ دیکر نہ گیا۔ یہ تمام اُسی رنج اور ریکارڈوں کے حاصل کرنے کا حیلہ تھا۔ کہ میری غیبت میں میرے رخصت پر چلے جانے کے بعد میرے خلاف جو مقدمات تیار کرائے گئے۔ اور برٹش علاقہ سے دھوکہ کی تار کے ذریعہ بلاتے ہوئے ناکردہ گناہ جس طرح مجھے شدید تکلیف پہنچائی گئی۔ اُسکا نقشہ برادران وطن کے سامنے ہے۔ ان مقدمات

کے اندر حراست میں لیکر میری نسبت زہر خورانی کا عزم تھا
لیکن اُس پر اپنے آپ کو جلدی کامیاب ہوتا نہ دیکھ کر میرے قتل کے لیے اپنے زبردست ڈاکو لگا دیئے گئے۔ ... میرے عزیزوں کو ملازمتوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور جب میں نے عدالتوں میں درخواستوں کے ذریعہ حالات کو افشا کرنا شروع کر دیا۔ تو اُسوقت میرا داخلہ ریاست بند کر دیا گیا۔ ان ریکارڈوں کے اندر نہ صرف میری دادخواہی کا سلسلہ موجود تھا۔ بلکہ اُن کو انشا کرنے سے اپنے آقا کی سرخروئی نمک کے علاوہ بندگان خدا کی آیندہ فلاح مصیبت کا سوال تھا۔ اور میں چاہتا تھا۔ کہ ان کو اپنے آقا کے حضور پیش کروں۔ لیکن یہاں پہنچنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اسلئے میں نے اپنے تحفظ کیلئے ان واقعات کو گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچا دیا۔ جسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ ہوم منسٹر صاحب نے داخلہ بند کرانے کے بعد بھی کئی ایک معزز آدمیوں کے ذریعہ حصول ریکارڈ کا حیلہ بھی کیا۔ اور اپنے تعلقداروں کے ذریعہ شدید لجاجت بھی کی تھی۔ تاکردہ گناہ علیحدہ شدہ عزیزوں کے بحال کر دینے کا وعدہ بھی کیا گیا تھا۔ لیکن طبیعت نے گوارا نہ کیا۔
یہ امر بھی برادران وطن کے حضور ظاہر کر دینے کے قابل ہے۔ کہ

حافظ غلام قادر خان صاحب وہ شخص تھا۔ جسکے برخلاف سال ۱۹۲۷ء میں
پراپیگنڈا برپا کرتے وقت اپنے دیگر آلہ کار لوگوں کیساتھ مجھ کو اور محمد امین خان
صاحب کو بھی استعمال کرایا گیا تھا۔ جسکے باعث حافظ صاحب کو ہم لوگوں پر کافی
رنج تھی۔ اور ہم کو ندامت۔ محمد امین خان صاحب وہ شخص تھا جیسکے دہوکے تار دینے
میں پر ابتلائے مصیبت ہوا۔ اور جو مجھ کو تنہا چھوڑ کر مصیبت کے حوالے کرتے ہوئے
ہندوستان میں کسی دور مقام پر چلا گیا تھا۔ اور جس سے میرے دل پر سخت آزار تھا۔
مولوی عبدالرشید صاحب۔ اور لالہ چمن لعل صاحب وہ شخص ہیں جن سے
میرا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سراسر مرحوم منشی صاحب کا فیضان کرم تھا۔ کہ میری نسبت
جذبات کاوش کو پورا کرتے ہوئے اپنے مورد عتاب متذکرہ بالا تمام معزز
آدمیوں کو بھی ایڈریس مزنو نمبر کے ذریعہ پورے خطرہ میں ڈال دیا۔ اور جلاوطن
کر کے میرے پاس بھجوا دیا۔ اگرچہ آٹھ ماہ سے میرا کوئی دن ایسا نہیں گذرا
مگر ہو خواہ سفر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ ریاست کے بھیجے ہوئے منشی صاحب کے
ستم رسیدہ لوگ آ آ کر تلاش کرتے ہوئے مجھے نہ ملتے ہوں۔ لیکن یہ موقع
خاص طور قابل مشکوریت ہے۔ اب عزم یہ ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے اپنے
آقا کے حضور ہم لوگ پیش ہوں۔ اپنے اوپر نازل شدہ ناکردہ گناہ مصائب

اور مرحوم منسٹر صاحب کے حالات اور سربستہ رازوں کا اظہار کریں۔ چنانچہ عالیجناب چیف منسٹر صاحب کی معرفت آقائے نامدار کے حضور درخواستیں بھجوائی گئی ہیں تاکہ غلامان کو باریابی کا موقعہ عطا ہو۔

ایڈریس کا مضمون نہایت دردناک مضمون ہے۔ اور وہ بالعموم ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جو ہمارے مدت العمر کے رفیق۔ ہمارے حالات کے ماہر۔ ہمارے ساتھ مل کر کام والے۔ اور مرحوم منسٹر صاحب کی اغراض برآریوں میں ہمارے شریک کار۔ اور موجودہ تکلیف کے ابتلاہائے ہمدرد تھے۔ اگرچہ انکی مجبوریوں کا سلسلہ ہم لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ تاہم ایسے خلاف واقعہ اور نامناسب مضمون پر دستخط کرنے کے متعلق مجھ کو ان سے شکایت ضرور ہے۔ لیکن اس موقعہ پر میں فاضل حجان چیف کورٹ کو داد دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے اقبال شمس کو آپکے والد بزرگوار کے کھوے پاکردہ پریگنڈا کے اندر اصلیت کے پورے انکشاف کے ساتھ ظاہر کیا۔ کاش ان کو اگر اپنے سالہ مرزا عزیز بی اے ایل ایل بی وحشی ترجمان مرحوم منسٹر صاحب کی فرستادہ چھٹی کا مضمون یاد آجاتا۔ جو نہایت خطرناک اور شدید ترین قابل گرفت مضمون تھا اور جس سے مستقبل کی واردتوں کی خبر ملتی تھی۔ تو یقیناً وہ اس ایڈریس پر دستخط نہ کرتے۔

اور بزرگ مہتہ صاحبان کے حضور ادب سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ کیا ایڈریس پر دستخط کرتے ہوئے تعلقات
کا ناقابل شکست سلسلہ اور حقیقت کا صحیح اور اصلی نقشہ فراموش کرنے کے علاوہ حضور کو اسٹیشن بندر شاہ
پر تازہ رہبری کرنیکا واقعہ بھی فراموش ہو گیا تھا۔ باقی سلسلہ قابل تشریح نہیں جس پر اب غور فرما
سکتے ہیں۔ ..... ۱۰۔ اسی واحد مضمون کے ذریعہ میں اپنے محترم مولانا فضل حسین صاحب کی خدمت
یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ کیا جناب کو بھی اسٹیشن ڈیرہ نواب کے قریب والے باغ میں میرے ساتھ تین گھنٹہ کامل تخلیہ
کے واقعات بھی دستخط کرتے وقت بھول گئے تھے۔ اور صاحب بہادر کے مجھے خلاف زیر فرمان ہوم منسٹر
صاحب خان بہادر عبدالغنی خاں کسے پاس رات کے وقت جا کر جو بھی ڈائری حاصل کرنیکی تمام
کوشش کا واقعہ بھی بھول گیا تھا۔ اور پھر ڈاکخانوں سے ایجنٹ صاحب بہادر سابق کی تاریں نکلوانے
کا واقعہ بھی فراموش ہو گیا تھا چونکہ آپ کی ذات سے خلوص ہے۔ اسلئے باقی سلسلہ درج
صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ منشی محمد اکبر خان۔ آپ تو ابھی کسی بات کو یاد نہیں رکھا کرتے
ماشاء اللہ کیا یہ صحیح نہیں کہ ہوم منسٹر صاحب کے زیر فرمان امن سوز جرائم کے جو تھے ریکارڈ تیار کرنے کا تو
آپ نے ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ اور کیا فی الواقع آپ کو یہ یاد نہیں رہا۔ کہ آپکی قلم کے لکھے ہوئے۔ صریح
جو تھے ریکارڈ کسی جگہ موجود ہیں۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ حساب دوستان در دل۔ مولوی سعید احمد
صاحب۔ میں آپکو سال ۱۴ سنہ کے معاہدہ سٹلشن پر آپکے دستخطوں کا نقشہ یاد دلاتا۔
ہوں۔ اور ضیاء الدین فرزند ہوم منسٹر صاحب سے تازہ نشست کے بعد مجسٹریٹ ہونیسے اس بات

کا حقدار سمجھتا ہوں۔ جبکہ آپنے کیا۔ مولوی فیض محمد صاحب مجسٹریٹ۔ ناکردہ گناہ دوستونکی لائف کو ہضا کرتے وقت اگر آپ خیرپور تعلیمی اور ریجادل ہم (غلام نادر) کا معاملہ یاد کرتے۔ تو دوستونکے خلاف یقیناً انسانی ضمیر آپ کو ایسے ایڈریس پر دستخط کرنے سے باز رکھتا۔ شیخ حفیظ اللہ صاحب ملٹری سکریٹری۔ دل را بادل رہیست۔ حکومت کے خلاف معاہدہ شورش سال ۱۹۴۲ء کی اپنے دستخطوں سے ترتیب۔ ریاست سے تازہ باہر گئے ہوئے علم کسی آدمی کے پاس سرکار والا کے کا نعیذ نقل ویکار ڈون کا پہنچانا۔ بہ یک تیر دو فاختہ۔ دنیا بڑی ہے کہ آپ جلد مشہور ہونگے۔ اور آپکی تمنا پوری ہوگی۔

سید عبدالرزاق شاہ صاحب نائب تحصیلدار۔ کیا فی الواقع آپ ہی ہیں جس کا خاندان بہ یک بینی دوگوش بہ ضبطی جائداد ریاست بدر ہوا تھا۔ اور کیا آپ ہی ہیں۔ جو حافظ صاحب نو بعد ہمیشہ تمامی آبا آبا کہا کرتے تھے۔ اور آپکا بھائی مجھے اور میرے خانصاحب کو ابا ابا کہا کرتا تھا۔ مگر اب موجودہ آبا کے قدموں پر آپ کب ہاتھ رکھینگے۔ مگر جناب سید غلام مرتضٰے شاہ صاحب۔ الحمد اللہ۔ کچھ ہی سہی۔ دوستوں کے طفیل رہائی تو ہوئی۔ اگر کوئی گناہ بھی ہوا ہے تو دوستونکا اور خدا کا۔ دوست تو آپکو بخشتے ہیں۔ اور اللہ غفور الرحیم ہے۔ وہ بھی آپ کو بخشیگا۔

سردار محمد امیر خانصاحب۔ آپکے تقدس۔ اور آزاد منش ہونیکا دل پر اثر ہے۔ اچھا تو یہی تھا۔ کہ کم از کم مولوی عزیز الرحمن صاحب اور ملک فیض بخش صاحب منشی محمد عمر صاحب وغیرہ

لوگوں کی طرح آپ بھی دوستوں پر ناکردہ گناہ والزام نامہ پر دستخط فرمانے سے اجتناب کرتے ہیچہ ولایت گیا تھا۔ تو وہ آپکے حقوق تھے اور آقا کے احسان۔ پھر تم نے اسے مولانا صاحب احسان کا کیوں سمجھا۔ بزرگ منیجر صاحب خانصاحب تھا۔ آپ تو شاید وقت پر فرماوینگے۔ کہ لا اعلم۔ لیکن فرمائے وہ کونسی بات ہے۔ جو آپکے اور میرے رشتہ اک سے باہر ہے۔ . . . . کیا اقبال کے زینہ پر چڑھنے کیلئے زینہ کی سوختت بھی آپکو یاد نہیں۔ اور پھر جاگیر ماموں آباد سے آقا کے مال کی غارت۔ اور آپکے ذریعہ مولانا صاحب کے اپنے املاک پرسے جاتے تے ذریعہ آس مال کا تصرف وغیرہ بھی فراموش ہو گئے۔ اور پھر آپ دعوے صداقت رکھتے ہیں۔

حضرات صاحبزادگان فیض محمد خانصاحب و غلام بہاء الدین خانصاحب وغیرہ واقعہ اس قابل نہیں۔ کہ ان دستخطوں پر کوئی رنج آسکے۔ ملازمتوں سے برخواستگی۔ ناکردہ گناہ زندان ریاست بدر ہونے کا عمل۔ جو تھے مقدمات۔ انگریزی عملداری قایم کرانے کیلئے برطانیوی افسران سے سازش کے الزام۔ ترقیات سے محرومی۔ سلام کی بندش۔ خطاب ایم روتی کی ضبطی افعال شنیع کے اتہام۔ آقا کے دل میں ان کے بدخواہ ہونے کے نقش بٹھانے کا عمل سی آئی ڈی کے ذریعہ ان پر دائمی محاصرے۔ یہ ایسی صابر قوم کا حصہ تھا۔ جو ہوم منسٹر صاحب سے ان کو نصیب ہوا۔ ہوم منسٹر صاحب کے مرتبہ محضر ناموں پر دستخط کرنے کا یہ لوگ تختہ مشق ہیں۔ اور فی الواقع اسی کے اندر۔ ان کی عافیت ہے یہ وہی محضر نامے میں

جن پر کئی دفعہ زیر فرمان ہوم منسٹر صاحب ہم نے بھی اُن سے دستخط کرائے۔ جن کے ریکارڈ موجود ہیں:۔

دیوان سکھیات صاحب آپ نے ملک فیض بخش صاحب سے سینئر ہو جانے کے احسان کا تو معاوضہ ادا کیا۔ لیکن ملک اور آقا کی سچی خیر خواہی کا بھی خیال کرنا لازمی تھا

مولوی محمد رمضان صاحب۔ اگر خدائے ذو المنن کی عظمت کا ہمارے دلوں پر اثر ہے۔ تو آپ کی حالت واقعی قابل رحم ہے۔ اللہ آپکو اور منظور الحسن کو مرادات قلبی پر کامیاب کرے۔ اور آپکے ضرر پہنچانے والے آدمیوں کا خاتمہ خراب ہو۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ اور آپ آمین کہیں۔

محمد یار خان صاحب ناظم۔ درحقیقت امیدوں کا سلسلہ اور رشتوں کے توقعات شدید مشکلات کے متقاضی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن میں خلوص سے اس قدر ضرور عرض کر دیتا ہوں۔ کہ آپ کی میرے ساتھ کیا باتیں ہوا کرتی تھیں اور باقی دوستوں کے ساتھ کیا۔

ڈاکٹر رام دیال صاحب۔ آپ تو لوگوں کے معالجہ میں مصروف ہوتے ہونگے۔ وہ سیدھے سادے تبادلہ خیالات اور کبھی سیاسی تحریک کا دینا۔ یا ایسے ایڈریس پر دستخط کرنا۔ آپکو تو فوراً بھول جاتا ہوگا۔ امید کہ آپ کو اپنے والد کی ناراضگی کا واقعہ بھی بھول گیا ہوگا۔ پھر

دوستوں کو آپ سے کیا شکایت۔

ماسٹر اللہ دتہ صاحب۔ اللہ آپ کو بے روزگاری کے صدمہ سے جلد بچائے اگر دوستوں کا وجود آپ کیلئے باعث کار خیر ہو سکتا ہے تو ہمارے لئے بھی کار ثواب ہے محمد کبیر خان صاحب تکمیل پراپیگنڈا کیلئے سادات منڈ بوچھ کونلہ شیخاں کی مزاریں آپ کو سرجبا کہہ رہی ہیں۔ اپنے موہوم اور مستعار مفاد حصول ملازمت کیلئے دوستوں کے خلاف پراپیگنڈوں کا برپا کرنا درست نہیں ہوتا۔

باقی اصحاب کی خدمت۔ فی الحال کچھ عرض کرنا باعث طوالت ہے۔ اور پرچہ اخبار کے موجود نہ ہو سکے باعث اسمار کی بھی پوری صراحت نہیں۔ اسلئے صراحت پر بعد میں اگر مناسب معلوم ہوا۔ تو کچھ عرض ہو گا۔

میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ایڈریس اور محضر نامے جو نہایت بیقراری اور جلدی کے ساتھ آج کل تیار کرائے جا رہے ہیں۔ برادران وطن کیسامنے ان پر بھی اپنے خیال کا تبادلہ کر لوں۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل کا ریاست میں تشریف لا کر دوسرے دن ۲۸ اکتوبر کو واپس جانا۔ اور پھر ان کے بعد رات دن کی مصروفیت اور گرمجوشی سے اپنے اثرات کے علاوہ افسران پولیس مثل۔ جو فی الحال شخص کی مامور کے ذریعہ اطراف اور

اور محضرناموں کا شروع کردینا - اگرچہ اس وقت تک یہ ایک سربستہ راز تھا۔ جبتک کہ مجھکو یا کسی اور کو کوئی علم نہیں تھا۔ لیکن اخبار ریاست دہلی کے پرچہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۸ء نے دنیا کے اندر اس راز کو فاش کردیا ہے کہ گورنمنٹ مولویصاحب کو ریاست سے باہر نکالنا چاہتی ہے - ہز ہائینس اسکو منظور نہیں کرینگے۔ گورنمنٹ اور ہز ہائینس کے درمیان پھر ایک دفعہ رسکشی ہوگی - اور پھر اسی اخبار نے ۱۷ نومبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں زیادہ تر اس راز کو فاش کردیا - بلکہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کے حضور صدائے احتجاج بھی بلند کردی۔ کہ مولوی صاحب کو ریاست سے نہ نکالا جائے - وہ ریاست کے خیر خواہ ہیں - اب اس سے بلا کسی شبہ کے یہ واقعہ تو صاف ہوجاتا ہے۔ کہ یہ تمام ایڈریس اور محضرنامے مولانا صاحب کی اُس خودغرضانہ مقاصد کی تکمیل کے لئے تھے۔ جن کے اندر اُن کو اپنے بقائے دوام کی آواز تھی - اور اُسکے اندر یہ ایک جملہ معترضہ تھا - کہ اُنہوں نے یہ شبہ کرتے ہوئے - مجھ پر اور چند دیگر اپنے مورد عتاب آدمیوں پر حملہ کردیا۔ کہ اُنکے برخلاف گورنمنٹ آف انڈیا کا کوئی حکم ہم لوگوں کی کسی تحریک پر ہوا ہے - دنیا سے یہ بات مخفی نہیں - کہ مہذب گورنمنٹ کب ایسی جلدی کرنے والی ہے -

کہ وہ کسی کی فریاد پر بہت جلد اپنے سے باہر آجاوے۔ گورنمنٹ توجہ کچھ کرتی ہے ۔ اپنے پورے اطمینان سے پوری تحقیق کے بعد کرتی ہے اور پھر اُس پر ثابت قدم رہتا ہے

کیا فی الواقع یہ صحیح ہے۔ کہ ہوم منسٹر صاحب سرکار والا دام اقبالہ وحکام یا رعایا سرکار کے خیرخواہ ہیں۔ اور ایسی خیرخواہی کا یہی نمونہ اور یہی ثبوت ہے کہ قلیل عرصہ کے اندر لاکھہا روپیہ کی جاگیرات۔ شاندار محلات۔ اور خانہ داری کا سامان تیار کرلیا جاوے۔ جو ان کی تمام عرصہ ملازمت کی تنخواہ سے بھی ہزار ہا گنا اضافہ پر ہو۔ برادران وطن بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپکے دوران اقبال میں کب کوئی ایسا سال گذرا۔ جس میں کہ سنگین جرائم کے ارتکاب نہ کرائے گئے ہوں۔ ناکردہ گناہ لوگوں کے لئے زنداں تیار کرایا گیا ہو۔ ملازمان جو پولیس سے جھوٹے مقدمات اور جھوٹے ریکارڈوں کے ذریعہ امن سوز حرکات کے ارتکاب نہ کرائے گئے ہو۔ برطانوی افسران سٹیٹ کی رعایا اور سٹیٹ کے ملازمان سے پروپیگنڈا کا دور شروع نہ ہوا ہو۔ اور دستاویزات کا بڑھایا ہوا ذخیرہ استعمال نہ کیا گیا ہو۔ جو نمبر مورد عتاب کے لئے سرکار والا کے بدخواہ بنا دینے کا آپ کے پاس ہروقت موجود ہے۔ اور اسی قسم کے ایڈریس اور محضر نامے تیار نہ کرائے گئے ہوں۔ وہ محضر نامے اور ایڈریس کب کیسی تشریح کے محتاج ہوسکتے ہیں جو میجر کنیرے صاحب وغیرہ برطانوی افسران کے برخلاف اسی طرح صدہا لوگوں کے

دستخطوں سے تیار کرائے گئے تھے۔ جس طرح اب تیار کرائے جا رہے ہیں۔
جس میں سوائے بہتان کے اور کچھ نہیں تھا۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہوم
منسٹر صاحب کے اتنے بڑے امن سوز حرکات باخبر گورنمنٹ کے علم سے باہر
ہوں۔ اگر عادل گورنمنٹ نے کوئی اس قسم کا حکم بھی دیا ہے۔ تو اس سے
کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حکم ایسی سیاسی مصلحتوں اور خود آقائے
معظم کی خیر خواہی سے بغیر اور کسی خیال پر مبنی ہو۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے
کہ گورنمنٹ برطانیہ جس نے ہمارے آقا کو آغوش شفقت میں پال کر مالک
تخت و تاج بنایا۔ اور ہمیشہ کے لئے جو اُس کے جان و مال کی محافظ اور
ذمہ دار ہے۔ وہ ہمارے آقا کی حقیقی خیر خواہ ہے۔ اور نہایت ناعاقبت
اندیشی ہے۔ کہ اپنے آقا کو اس کی حقیقی خیر خواہ گورنمنٹ کے مشورہ پر
عمل پیرا ہونے سے کوئی دوسرا مشورہ دیا جائے۔ یا جھوٹا سامان بنا کر
پیش کیا جائے۔ یا اصلی حالات کو تاریکی میں ڈال کر کوئی پراپیگنڈا شروع
کر دیا جائے۔ اب فرمائیے کہ یہ پولیس اور مخبر نامے اپنے آقا کی
خیر خواہی کا باعث ہیں۔ یا بالکل اخبار ریاست اپنے آقا اور گورنمنٹ کے
درمیان رسہ کشی کرانے کے لئے سامان بنایا ہے۔ اور کیا ایسی تدابیر کو ملک کی

بہتری و خیر خواہی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔
کوئی شک نہیں کہ ہوم منسٹر صاحب نے حالات وقت کے لحاظ سے اپنے
بقائے اقبال کیلئے طرح طرح کے حیلوں کا جال پھیلا رکھا ہے۔ کشتگان
ستم کے زخموں پر بھی مرہم سازی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ زخم جنہیں ناسور ہو گئے
ہوں۔ کب ایسی بالائی مرہم سے مندمل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر وہ مظالم جن کے
نادر شمار اور بے حساب مظلوموں کی آہ کا سلسلہ ہو۔ اور جن میں بینوا اور نادار
لوگوں کی تباہی کے حالات ہوں۔ بیوہ اور یتیم بچوں تک کی بربادی کی گئی ہو
شرفا لڑکوں کی عصمت دری ہوئی ہو۔ یہ سلسلہ کب تک قائم رہیگا۔ کب تک
جادو کا حصار برقرار رہیگا۔ کب تک رعایا مغم کے دیکھنے کو ترستی رہے گی
کب تک مصائب کا دریا ناپید کنار رہیگا۔ کب تک ہوم منسٹر صاحب کے
زیر رضا بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو ذبح کیا کریگا۔ اللہ غفور الرحیم ہے۔
اگر فی الواقع گورنمنٹ آف انڈیا کی کوئی توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے
تو اپنی مخلوقات اور ہمارے آقا پر اللہ کی رحمت وارد ہو رہی ہے۔
برادران دمن کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ بحوالہ مضمون اخبار ریاست دہلی ہوم منسٹر
صاحب کی نسبت جو کوئی بھی حکم ہوا ہے۔ یہ اسی حکم کا خوف ہے۔ کہ

ایڈرسیس اور محضر ناموں کی حیلہ سازیوں سے ایک تو اُن کو حصول و نفقہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ جس کے اندر۔ پرسٹر فنڈ۔ توشہ خانہ جاگیرات۔ تصریفات۔ اوقات یا اصطبل۔ شاہی پرائیویٹ اخراجات۔ فنڈ تعلیم ولائت وغیرہ کے ریکارڈوں کی درستی مطلوب ہوگی۔ جس میں کہ لکھوکہا روپیہ کی درآمد برامد کا سلسلہ بلا کسی حساب کتاب کے اُن کے ہاتھ میں رہا۔ جس کی کہ وہ درستی کر رہے ہونگے۔ اور زیادہ تر اُن کی خواہش بھائیوں کو بھائیوں سے لڑانے کی ہے۔ تاکہ سرزمین ریاست کے اندر اُن کی نیک یادگار قائم رہ جاوے۔ اس موقعہ پر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اُن مظالم کے علاوہ جو میرے ساتھ برتے گئے۔ یعنی جھوٹے مقدمات ہلاکت جان کا عزم عزیز و اقارب کی ملازمتوں سے برخواستگی۔ داخلہ ریاست کی بندش۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان جملہ مظالم پر حصول ریکارڈ سے ناکام ہوتے ہوئے اور میرے سفر کبھی دہلی۔ کبھی لاہور۔ کبھی شملہ کا حال سنتے ہوئے سب سے پہلے آپ نے۔

(۱) میرے خاندان کے لوگوں کے اندر جائیداد کے متعلق مقدمات کا دَور شروع کرا دیا۔

(۱۲) میرے برادر زادہ رب نواز خان جس نے ترک ملازمت کے بعد تمام اثاثہ خانہ داری فروخت کرکے گذارہ کے لئے ایک مشینری کا کام شروع کردیا تھا۔ اور مستری علاقہ سندھ الحاق ریاست کا رہنے والا تھا۔ مستری سے سازش کے ذریعہ نقصان عظیم پونچایا گیا۔ اس پر بھی مجھ کو اپنی دادخواہی کے لئے مصروف سفر دیکھتے ہوئے

(۱۳) اپنے سالہ عطا محمد تھانہ دار اور اس کے رفیق سید علی کو نرائل کے ذریعہ یہ ریکارڈ مرتب کرانے شروع کردائے۔ کہ میں شہر بہاولپور کی چوریاں کرایا ہوں۔ جس سے ان کا مقصود یہ تھا۔ کہ ایسی اطلاعوں پر وطن کے اندر بھی مجھے تکلیف وارد ہو۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہوم منسٹر صاحب کے زیر فرمان عطا محمد اور سید علی کو ایسے منصوبے تیار کرتے وقت اپنے مجرمانہ العالمون کا وہ نقشہ یاد نہ آیا۔ جس کے ریکارڈ میرے پاس موجود ہیں۔ جس کے اندر بے انتہا جرائم کرنے اور کرانے کے ذریعہ مخلوقات خدا کی تباہی کا سلسلہ ہائے وطن کے اندر میرے لئے جو تکلیفات پیدا کی گئیں۔ ان میں میری ہلاکت جان کی سازش کا سلسلہ بھی تھا۔ اور میری قوم کے آدمیوں کے ذریعہ ریکارڈوں کے سرقہ کرانے میں انعامات کے بھی اتفاقات ہوئے تھے

قدرت کا شان بہت زبردست ہے۔ قدرت نے مولانا صاحب پر رحمت کی تھی۔ وُہ میری
طرح سفید پوش آدمی تھے۔ وُہ علاقہ انگریزی ضلع ملتان کے ایک گاؤں کرور کے
باشندہ تھے۔ بھٹی قوم کے آدمی تھے۔ ان کا باپ میاں نبی بخش صاحب ریاست میں
آیا تھا جہاں ان صاحبان کا ابتداً ملائیت پر گذارہ تھا۔ مردہ شوئی کا کام بھی کیا کرتے
تھے۔ اور ملائیت کے ذریعہ ملدور کی خیراتی روٹیوں پر بالعموم ان کا وقت بسر ہوتا تھا۔
دیہاتوں میں وعظ کر کے بھی پیسے لیا کرتے تھے۔ ایک وقت اُن کو ملازمت کی ضرورت
ہوئی۔ سر مولانا رحیم بخش صاحب نے مہربانی کر کے جیل کے اندر اُن کو قیدیوں کا اتالیق بنایا
اس کے بعد اُسی سر مولانا نے تیس روپیہ پر اُن کو ہمارے آقا کا اتالیق بنا دیا۔ جہاں
سے آپ کا طائرِ اقبال اوجِ افلاک پر پہنچا۔ جس پر آپ بھٹی قوم سے قریشی ہاشمی
بن گئے۔ اور خاندان قریش سے رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ تبدیلِ قوم کے لئے وطنِ مولود
کے اندر کوشش بھی کی لیکن حکام نے منظور نہ کیا۔ عالم رویاء میں امام السلام کی
بیعت کے اعلان سے ولی اللہ کا جامہ پہنا۔ عالم جنات کو مسخر بتلایا۔ اور ریاست
کے معززین کو کلام مجید کے ذریعہ اپنا مرید بنایا۔ اور خود بھی اُن کے ساتھ صادق
رہنے کے لئے قرآن اٹھاتے رہے۔ منصب اتالیقی کے باعث سٹیٹ کے تمام صیغہ جات
پر اثرات قائم کئے۔ بلکہ ملکیا سرمایہ کی اراضیات اور شاندار محلات ریاست اور وطن مولود قصبہ کرور علاقہ
انگریزی کے اندر تیار کر دیئے۔ بڑے لوگوں سے رشتے لیکر .... سٹیٹ

کے اندر معقول عہدوں کے عطا کرنے سے اپنی نوآبادی قبیں کی زبردست جماعت بنالی۔ غرضیکہ جو جی آیا۔ وہی کیا۔ اور من مانگتی مرادیں پوری کرتے رہے جلال اور جبروت نے دنیا کے اندر آپ کو مستغنی بنادیا۔ دوست دشمن کا امتیاز نہ رہا۔ شریف اور ذلیل کی پہچان نہ رہی۔ خود غرضیوں نے مغلوب الغضب بنادیا۔ اشتغال کے اندر سریع الانتقام ہو گئے ہوا اور حرص کے اندر ان کا وسیع دریا ناپید کنار ہو گیا۔ قدرت نے کئی دفعہ نیچا بھی دکھلایا۔ ناگہانی حادثات نے شہرت پر بھی صدمہ پہونچایا۔ لیکن شان استغنے کے اندر فرق نہ آیا۔ بلکہ اب یہاں تک نوبت پہونچ گئی۔ کہ جمع نماز میں بھی دروازہ کی جانب مسجد تک آنا باعث ناقابل برداشت تکلیف ہو گیا۔

سادات ملازمان سے پاؤں تک دھلانے شروع کردئے

میں ایک سلامت رو قوم کا آدمی تھا۔ اُنکے دام محبت میں آگیا تھا۔ کاش میری خدمات اور سبھی خدمت گذاریں پر شان استغنے نے ذرہ بھر بھی التفات نہ کرنے دیا۔ اگر اُن کے استغنے کا میں ابتداء میں واقف ہوتا۔ تو آج یہ مصیبتیں پیش نہ آتیں۔

برادران وطن میں حضرت مولانا صاحب کی زندہ تاریخ ہوں۔ العرتہ کو

معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں نے اُن کے کسی واقعہ کو ننگا نہیں کیا۔ میرے پاس
ہر ایک واقعہ کے بالعموم مفصل ریکارڈ ہیں۔ جن کو میں اپنے آقا کے پیش
کرونگا۔ یہ خط ان ریکارڈوں کا مختصر دیباچہ ہے نیز اور
میں عبدالرشید وہ شخص ہوں۔ جس کو ہنائے وطن کے سامنے اس بات
کا پورا فخر اور ناز ہے۔ کہ سرزمین ریاست کے اندر پہلا شخص میں ہی ہوں۔
جو پنجاب یونیورسٹی کا بی اے آنرز علیگڑھ یونیورسٹی کا ایم اے۔ اور دہلی
یونیورسٹی کا ایل ایل۔ بی ہوں۔ اور پنجاب گورنمنٹ کا امتحان اکسٹرا اسٹیٹ کمشنر
اعلیٰ گریڈ میں امتیاز کے ساتھ علاوہ پاس کر چکا ہوں۔ اور یہ تمام ڈگریاں اپنے
منعم قدیم والئی ریاست کے عنایات خسروانہ اور توجہات شاہانہ کے ذریعہ
پرورش فرمانے پر میں نے حاصل کیں۔ ان تمام ڈگریوں کے حاصل کرنے پر آقا
کے وہ شاہانہ الفاظ مجھے نہیں بھول سکتے۔ اور وہ مجھے حیات جاوید کا مژدہ
سنا رہے ہیں۔ جن کے ذریعہ آقا نے پہلے پہل مجھے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنانے
کا عزم ظاہر فرمایا تھا میں نے اس عرصہ کے اندر مختلف اوقات میں مترجم
وسیار منصف مجسٹریٹ درجہ اول۔ ایکٹنگ پبلک پراسیکیوٹر۔ واجسٹرار اجلاس
خاص کا کام کیا۔ میرے خدمات۔ میری محنت۔ میری استعداد۔ میری

دیانت داری۔ کسی تشریح کی محتاج نہیں اسکا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ یورپین۔ اور برٹش افسیر جن کے تحت میں نے کام کیا۔ وہ تمام مجھ سے خوش رہے۔ اور موقعہ بموقعہ مجھے ترقی دیتے رہے۔

برادران وطن سے یہ بات مخفی نہ ہونی چاہیئے۔ کہ میں نے ریاست میں کیوں ملازمت کی۔ درحالیکہ اتنی قابل عزت ڈگریوں کے حاصل کرنے کے باعث برٹش علاقہ میں مجھے معقول عہدے مل سکتے تھے اور یہاں تک کہ آج اپنی حسب خواہش میں کسی اعلےٰ منزلت پر ہوتا۔ میرے اپنے قلبی جذبات تھے جن کے اندر تقاضائے عقیدت سے آقائی فدا کاری مطلوب تھی۔ اپنے ملک اور برادران وطن کی خدمتگزاری کی دل میں ہوس تھی جس پر میں نے اپنے وسیع مفاد کو اپنے جذبات پر نثار کیا۔

میں ایک آزاد آدمی تھا۔ فرائض سرکاری کو انجام دینے کے بعد گوشۂ تنہائی میں زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ مجھ پر نہ عمائدین ریاست کو کوئی شکائت تھی نہ برادران وطن کو

میرا قصور ایک تو یہ ہے۔ کہ میں ریاستی ہوں۔ اور اس خاندان کا فرد ہوں۔ جس کو ریاست کے زمانہ قدیم اور آغاز سلطنت عباسیہ سے ریاست

کی رعایا اور آقا کے قدر کار ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اور میرے خیالات کے
لوگ ریاست کے اندر ملازمت۔ تجارت اور قابلیت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں
جن میں سے زمانہ حال کے اندر منشی فاضل ۔ مولوی عالم ۔ حاجی الحرمین حضرت
مولانا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہٗ جوڈیشل افسر ریاست بہاولپور اور
مولانا الحاج مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب میونسپل کمشنر رئیس و سوداگر اعظم
ریاست بہاولپور جیسے نیک اور متقی اپنے ملک اور آقا کے سچے جان نثار آدمیوں
کا مسعود وجود موجود ہے۔ اسکے بعد

دوسرا قصور یہ ہے ۔ کہ ریاست کی انتہائی عدالت جس میں ریاست
کے مقدمات کی تقدیر کا آخری فیصلہ ہوا کرتا ہے ۔ ایسے مقدمات کی تکمیل
و ترتیب اور عدالت اعلےٰ کے سامنے واقعات پیش کرنے کا چارج میرے
ہاتھ میں تھا اپنی ضرورتوں کی خاطر دربار میں اپنے آدمیوں کے ذریعہ ناکہ بندی کرنے
کے لئے عالیجناب ہوم منسٹر صاحب اس عہدہ کو بھی اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے
تھے۔ جس کے لئے مرزا عزیز صاحب غیر ریاستی باشندہ ملتان سالار میجر شمس الدین
صاحب کو منتخب کیا گیا۔ پہلے سال اُسے تین سو روپیہ کا جدید عہدہ سپرنڈنٹ
سٹنٹری گھوڑکر دیا گیا۔ اور دوسرے سال بہ ترقی ماحب رجسٹرار دربار

رزیڈنسل اسسٹنٹ چیف منسٹر بنا دیا گیا۔ اور بغیر کسی قصور کے مجھے عہدہ سے
سے نکال کر پبلک پراسیکیوٹر کی آسامی دیدی گئی۔ جس میں ۱۰۰ ماہوار کا
مجھے نقصان پہنچایا گیا۔ در حقیقت یہ صدمہ میرے لئے ناقابل برداشت تھا
غلطی مجھ سے یہ ہوئی۔ کہ میں نے اپنے حقوق کی اپیل کی۔ اُس میں عالیجناب ہوم منسٹر
صاحب کی بے انصافیوں کے کچھ حالات بھی لکھ دیئے۔ یہ اُسی بات کا نتیجہ ہے
کہ میں اپنے آقا کا بدخواہ ملک کا غدار بنایا گیا ہوں۔ اور میری نسبت وہ
الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کا میں مستحق نہیں تھا۔ اور
میں چمن لال ــــ وہ آدمی ہوں۔ جس کو قدیم سے بہ نسبت ہونے
کا ناز ہے۔ میرے والد ماجد جناب لالہ منگت رائے صاحب کے خدمات کسی
تعریف کے محتاج نہیں۔ وہ سب انسپکٹر پولیس رہے۔ اُن کے خدمات کا
سلسلہ تازہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں کہ انہوں نے حقوق نمک
کی انجام دہی میں اپنے آپکو اپنے ہمعصران سے امتیاز پر رکھا ہوا تھا۔
میعاد ملازمت ختم کرنیکے باعث اب وہ پنشن پا کر دعاگوئے اقبال سرکار رہیں میرے
تعلق اور رشتہ کے آدمی قدیم سے ریاست کے اندر اچھے عہدوں پر رہے
اور اعلٰے پیمانہ پر تجارت کر کے ریاست اور رعایا ریاست کی خدمت کرتے رہے

جن میں سے اس وقت برادران وطن جناب لالہ بہاری لال صاحب سوداگر
احمد پور شرقیہ اور ڈاکٹر کشن دیال صاحب کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کے
حسنات پسلامتی اور پاکیزہ زندگی سے بھی واقف ہیں۔ میں پنجاب یونیورسٹی
کا بی۔ اے ہوں۔ میری پیدائش بھی نک ریاست کے اندر ہے۔
پیرورش اور تعلیم بھی اسی نک سے ہے۔ میں بصیغہ تعلیم کے ائیڈ ہائی سکول میں
تھرڈ ماسٹر تھا۔ میرے انجام فرائض کے اندر آج تک کوئی نقص نہیں آیا
میری محنت۔ اپنے ہمعصروں کے تمام امتیاز پر رہ جاتی تھی۔ میں عالی جناب ہوم منسٹر
صاحب کا بھی دل سے فرمانبردار تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ رنج کے اسباب ان کے دل میں کیوں
پیدا ہوئے۔ اور وہ اس شدت تک کیوں پہنچے۔ میں اپنے آپ کو ایک فی سبیل اللہ معیت
کا شکار سمجھتا ہوں۔ میری یاد کے اندر میرے ذمہ گناہ صرف یہ ہے کہ سال سنہ ۲۵ء میں
تعلیم کے لئے دو بچے میرے سپرد ہوئے تھے۔ ایک ضیاء الدین فرزند عالیجناب
ہوم منسٹر صاحب۔ دوسرا محمود فرزند جناب حافظ غلام قادر صاحب افسر مال۔ یہ دونو کلاس
فیلو اور دسویں کلاس کے سٹوڈنٹ تھے۔ میں ان دونو کا پرائیویٹ طور پر اتالیق تھا۔ محمود
نے تو وقت پر اپنا امتحان پاس کر لیا۔ اور وہ اب ولایت میں ایم۔ اے کلاس کے اندر تعلیم پا
رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ضیاء الدین باوجود میری کافی محنت کے امتحان میں ناکام رہا

بیپررواں ۔۔۔۔ باعث مجھے قرار دیا گیا۔ اور اسی روز سے میں مورد عتاب ہوا۔ اگرچہ آئندہ

سالوں میں علی گڑھ جیسے سکول میں تعلیم پانے اور اصراف زرکثیر کے باوجود ضیاء الدین پھر بھی ہر امتحان میں ناکام رہا۔ لیکن مولانا صاحب کی پھر بھی تشفی نہ ہو سکی۔ کہ یہ ناکامی خود بچے کی کمی استعداد کا نتیجہ تھی۔ اور اپنا پہلا رنج بدستور میری نسبت بحال رکھتے چلے آئے۔ مجھے اپنی استحقاقی ترقیوں سے محروم رکھنے کے علاوہ تنزلی کا صدمہ بھی پہنچایا گیا۔ اور ادھر ادھر کی تبدیلیوں سے تکلیف دینی بھی شروع کر دی گئی۔ جب میں نے صدائے احتجاج بلند کرنے سے میرے برخلاف پروپیگنڈا شروع ہو گیا۔ ماتحت اور زیر اثر ملازمان سے میری نسبت جھوٹی ڈائریاں تیار کرا کر مجھے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس وقت اگرچہ میں نے اپنی معاش اور شغل کا دوسرا ذریعہ پیدا کر لیا تھا لیکن قدامت نمکخواری کے باعث منعم قدیم اور سرزمین ریاست سے توقعات کا سلسلہ بدستور دل کے اندر رہتا۔ جس کو کچلنے کے لئے مولانا صاحب نے اب یہ کارروائی فرمائی ہے۔ جس کا دل پر ایک۔ اب ان حالات سے ہر ذی فہم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے گلے میں قدرت نے ازل سے غلامی اور نمکخوارگی کا طوق ڈال رکھا ہو۔ اور جن کو اپنے آقا اور ملک کی سرزمین سے۔ اپنے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے حاجتمندی کا واسطہ ہو اور پھر وہ سوائے اپنے ملک اور اپنے منعم کے دروازے کے کسی اور جگہ کے آشنا تک نہ ہوں ان کے دل میں اپنے ملک اور قابل احترام آقا کی نسبت ایسے فاسد اور ناپاک خیالات

پیدا ہو سکتے ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک فتوہ کفر ہے۔ جو ہوم منسٹر صاحب کی طرف
سے صرف ہم فدا کاران ملک کے برخلاف نہیں لگایا گیا۔ بلکہ حالات گذشتہ پیوستہ
کا نقشہ برادران وطن کے پیش نظر ہے۔ کہ جب سے حضرت مولانا صاحب نے میدان اقبال میں
قدم رکھا۔ کوئی سال ایسا نہیں گذرا جس میں کہ حصول اغراض خود کیلئے مخلوقات طعنہ زن سرکار
والا کے سچے جاں نثاران پر ہر قسم کے الزام اور کفر کے فتوے نہ لگائے گئے ہوں۔ اور ان
الزامات کے ذریعہ جیسا آج ہم پر لگائے گئے ہیں۔ مشائن کو بھی اسی طرح بدخواہی سرکار والا کا جامہ نہ پہنایا
گیا ہو۔ یہ تشریح بہت لمبی ہے۔ جس کے اندر ہر ایک واقعہ کا جدا جدا افسانہ بنے۔ جو کسی دوسرے
وقت برادران وطن دیکھ سکیں گے۔ ہم تو خدا لوگ تھے۔ جو حضرت مولانا صاحب کے شرف تابعی
کے باعث ان کے سچے جاں نثار تھے۔ انکی خدمت کو تہ دل سے انجام دینے میں ہم نے کبھی دریغ
نہیں کیا۔ ہم تو منعم قدیم سے اپنے تمام مقاصد حاصل کر کے گوشۂ تنہائی میں زندگی بسر کر رہے تھے۔
لیکن ہمکو بری حالت سے اخبار کے اندر رسوا کیا گیا۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ بدنام کیا گیا۔ اور پھر
محضر ناموں پر ہمارے ابنائے وطن سے ذرائع اقسام کے حیلوں سے دستخط کرائے گئے
اور ان کو ہماری نسبت غلط خبریں دیکر دھوکہ میں رکھا گیا۔ جسکے باعث ہم کو اپنے ابنائے
وطن کی خدمت حقیقت کا انکشاف کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔

جس خدا لے ذوالمنن کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے۔ اس کی شان ربوبیت کا

نقشہ اپنے سامنے کرتے ہوئے ہم برادران وطن کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے آقا کے
سچے نمکخوار ہیں۔ اور آقا کی رعایا۔ آقا کے ملک۔ آقا کے دور حکومت کے سچے وفادار و
جان نثار ہیں۔ ہمارا جان و مال سب آقا کی نمک سے ہے۔ اور آقا کا مال و ملک ہے
ہمارے عزیز و اقارب سب آقا کے غلام ہیں۔

اخبار کعبہ۔ سے ہمیں کوئی سروکار نہیں اور نہ اُس کے اندر ہماری کوئی مالی اطلاع ہے۔
اشاعت ایڈریس کے بعد ملتان آنے پر ہمیں جو کچھ معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ممتاز اڈیٹر اخبار
بہاولپور کالج کے اندر بی۔ اے۔ میں تعلیم پاتا رہا۔ اور کافی عرصہ وہاں رہا۔ وہ عزیز
مرزا صاحب سابق میجر شمس الدین صاحب کا پورا شاگرد ہے۔ اور اُنکا ہم وطن ہے اور
جو کچھ وہ اخبار کعبہ کے اندر لکھا کرتا ہے۔ اپنے معلومات اور تعلقات سے لکھا کرتا ہے۔
اُس کے اندر اُس کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ نوآبادی کا الزام ہم سے کوسوں دُور ہے۔ نوآبادیات
میں ہم ہز منسٹر صاحب کی بہت کافی رامنی ہے۔ اگر وزیر اعلان اراضی کے لئے حصول اراضیات
کے واسطے کوئی واقعات باعث تکلیف اور موجب بددلی ہو سکتے ہیں۔ تو وہ مولانا صاحب
کی طرف سے آئے دن چیدہ چیدہ رقبوں کی خرید۔ خرابہ کا مطلب حصول اور حقوق
سے زیادہ آبنوشی۔ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں۔ جو ہمیشہ اپنے اللہ سے دعا
مانگا کرتے ہیں۔ کہ پراجیکٹ کامیاب ہو۔ اور سرزمین ریاست سرسبزی و شادابی

میں روز افزوں ترقی کرے۔ اور منعم قدیم حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ وملکہٗ کی تمام
دلی تمنائیں پوری ہوں۔ اور ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ اپنے غلاموں پر قائم رہے۔

یہی ہماری حقیقت ہے۔ اور اسی کی ہم اپنے ابنائے وطن کو اطلاع دیتے ہیں

ہم کو فقط مولانا غلام حسین صاحب کی بے انصافیوں سے شکایت ہے۔ جنہوں نے
اپنے ذاتی اغراض کی بنا پر ہم کو شدید تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ جس کی فریاد ہم اپنے آقا
کے حضور پیش کرنے کے واسطے لئے بیٹھے ہیں۔ اور ہم کو اپنے تاجدار آقا دام اقبالہٗ
وملکہٗ کی ذات والا صفات سے پورا یقین ہے۔ کہ وہ ہم خدمتگاران کو باریاب عزت
فرما کر ہمارے خطرناک مصائب کی [illegible] فرمائیں گے۔

۲۰ نومبر سنہ ۱۹۲۸ دعاگویان دولت خداداد عباسیہ

غلام قادر خاکوانی پنشنر مشیر مال - محمد امین لودی پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس
لطف اللہ پنشنر سب انسپکٹر - عبدالرشید ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی رخصتی پبلک پراسیکیوٹر
چمن لال جتانہ۔ بی۔ اے۔ [illegible]